پھر ایک دن جمعہ کے مبارک موقعے پر ہمارے عزیز دوست یوسف کرامت علی سے جنہیں ہم مرزا صاحب کہتے ہیں پورٹ لوئیس کی جامع مسجد میں ملاقات ہوئی۔ مصافحہ کے بعد مرزا صاحب نے دردناک لہجے میں ریاض صاحب کی طبیعت کے حوالے سے بس اتنا کہا کہ اگر موقع ملے تو انہیں دیکھ آیئے گا۔ اسی ہفتے نواب صاحب اور ان کی بیگم سے بھی شادی کی ایک تقریب میں ہم ملے۔ انہوں نے بھی مرزا کا وہی جملہ دہرایا۔ اب تو ہمارے کان کھڑے ہو گئے اور ہم نے طے کیا کہ کچھ بھی ہو جائے آنے والے اتوار کو ہم ضرور ان کی عیادت کے لیے جائیں گے۔ مریم بھی ساتھ تھی۔ وہ بسترِ علالت پر تھے مگر تپاک سے ملے۔ خوب باتیں بھی ہوئیں۔ بچپن کی یادیں، نواب صاحب، مرزا صاحب اور دیگر دوستوں کے حوالے سے عہدِ شباب کے حسین لمحات کے اوراق الٹتے رہے۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ بھلے مانس بیمار ہیں۔ صحت یابی کے آثار چہرے سے جھلک رہے تھے۔ ان کی بیگم نے کہا۔ شکر ہے اب چل پھر سکتے ہیں۔ پھر اسی ہفتے میں یعنی دو تین دن بعد یہ خبر کانوں کے پردے سے ٹکرائی کے جو شخص زندگی سے شکست کھانے کے لیے تیار نہیں تھے موت کے آغوش میں ابدی نیند سو گئے۔ ہمارے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اور چند لمحوں کے لیے جیسے سکتہ طاری ہو گیا اور جو شعر ان کی زبان سے ہمیشہ تکیہ کلام بن کر نکلتا تھا، ذہن کے پردے پر ابھر آیا۔ کیا خبر تھی کہ اس شعر کا اطلاق انہیں پر ہوگا۔

مرنے والے مرتے ہیں فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں ہم سے جدا ہوتے نہیں

نوٹ: ڈاکٹر ریاض صاحب کا انتقال ۱۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو ہوا تھا۔

از: ڈاکٹر صابر گوڈر

....

تاثرات

قاسم ہیرا

جب ہمیں ریاض کی رحلت کی خبر ملی تو ہمارے اوپر رنج و ملال کی لہر دوڑ گئی۔ اس سانحے سے کچھ دن قبل میری اہلیہ اور میں ان سے ملنے گئے تو وہ سخت تکلیف میں تھے لیکن خندہ پیشانی سے اپنے عارضے سے جوجھ رہے تھے۔ ایک ہفتہ بعد اس کی خیریت دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ ان کی طبیعت سنبھل رہی تھی۔ کیا پتہ تھا کہ اس کے چند روز بعد ہی وہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیں گے۔

لکھنؤ سے بی۔اے کرنے کے بعد جب وہ ایم جی آئی آئے تو ان کے اندر تھوڑی سی جھجھک اور خود اعتمادی کی کمی محسوس کی جا سکتی تھی لیکن انہوں نے بڑی انکساری کے ساتھ اپنے آپ کو اپنے سینئر کی ماتحتی اور سرپرستی میں سونپ دیا۔ چند تکنیکی اور انتظامی پیچیدگیوں کی بنا پر شعبۂ اردو میں ان کی تقرر میں قدرے تاخیر ہوئی مگر آفرین ہے ان کی بلند حوصلگی پر۔ انہوں نے نہایت دلجمعی اور ثابت قدمی سے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور جلد ہی ایم جی آئی میں اپنا جائز مقام بنا لیا یہاں تک کہ ماریشس میں وہ اردو کے پہلے پی ایچ ڈی بن گئے۔

میں جب بھی ریاض کو یاد کرتا ہوں تو میرے سامنے ایک حلیم، مخلص اور خلیق رفیقِ کار کی تصویر گھوم جاتی ہے جو دمِ آخر تک میرے اور میرے فامیلی کے پرسانِ حال اور خیر خواہ رہے۔ وہ تاحیات ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

....

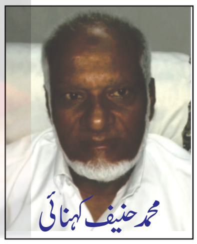
محمد حنیف کہنائی

ڈاکٹر ریاض گوکھل کی رحلت سے موریشس کا اردو حلقہ سوگوار ہے۔ برسوں تک ان کی کمی کا شدت کے ساتھ احساس کیا جائے گا۔ ان کی وابستگی اردو کے ساتھ سالوں سے ہے۔ بحیثیت خادمِ اردو وہ زبانِ اردو کی خدمت میں لگے رہے۔ مجھے ان کے ساتھ NCCRD میں ایک ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور انجمنِ ادبِ اردو میں رضا کارانہ طور پر ایک ساتھ ہم دونوں نے کام کیا ہے۔ ان دو جگہوں میں ہی ہماری دوستی اور محبت نے پختگی اختیار کی۔ قریب رہ کر پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے ان میں ایسے اوصاف و محاسن جمع کر دیئے تھے کہ جتنی بھی مدح سرائی کی جائے کم ہے۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ نام و نمود کی لعنت سے دس قدم دور رہتے تھے۔ خیالات و نظریات میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی محبت اور دوستی کو کھونا نہیں چاہتے تھے۔ دیابیطس جیسے عارضۂ لاعلاج میں برسوں تک مبتلا رہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ان کی وفات سے اردو حلقے نے ایک ہیرا کھو دیا۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے متعلقین و پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ رحمتِ رب کی ان پر بارش ہو، بخش دے ان کو رحیم و رحمان تیرے بندوں کے دردمند تھے، وہ پاک باطن تھے نیک تھے انسان۔